اے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔

آمین۔

کَشفُ الغِطَاءُ

یعنے

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے

بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا ردّ جو اِس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تاج عزّت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکّام کے باادب گذارش
کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سُن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہوکر ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے مطبوع ہُوا۔

تعداد ۲۵۰

ص۲ میں تاج عزّت عالیجناب حضرت مکرمہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالے کو ہمارے عالی مرتبہ حکّام توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضٰی ہے قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اِس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کریں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں۔ سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچّے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔

اب میں صفائی بیان کے لئے اِن امور کے ذکر کو پانچ شاخ پر منقسم کرتا ہوں۔

اوّل یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؛ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا کافی ہے کہ میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے۔ اور میرے بزرگ والیانِ ملک اور خود مختار امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدفعہ تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا ص۳

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بزرگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے اس گورنمنٹ کے سایۂ دولت میں آکر ایک آتشی تنور سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔
میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اِس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلےٰ افسروں نے پُرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اِس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کُرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے اُن کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکّام ضلع اور قسمت کبھی کبھی اُن کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ اُن کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیّا کرکے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کرکے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تموں کے پتّن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اِس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور مَیں ذیل میں اُن چٹھیات حکّام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

نقل مراسلہ
(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۲
تہور پناہ شجاعت دستگاہ
مرزا غلام مرتضیٰ رئیس
قادیان حفظہٗ
عریضہ شما مشعر بر یاددہانی
خدمات وحقوق خود و خاندان
خود بملاحظہ حضور ایں جانب
درآمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلا
شک شما و خاندان شما از
ابتدائے دخل و حکومت سرکار
انگریزی جاں نثار وفاکیش
ثابت قدم ماندہ اید وحقوق
شما دراصل قابل قدر اند۔
بہرنہج تسلّی و تشفی دارید۔
سرکار انگریزی حقوق و
خدمات خاندان شما را ہرگز
فراموش نہ خواہد کرد۔ بموقعہ
مناسب برحقوق و خدمات
شما غور وتوجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian.

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will recerve due consideration when a favourable apportunity offers itself. You must continue to be faithful and

جاں نثار سرکار انگریزی بمانند - کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است -
فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء
مقام لاہور انارکلی

devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt. and welfare.
11.6.1849. Lahore

نقل مراسلہ

رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور
تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند
ازآنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہم رسانی

Translation of Mr. Robert Casts Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

As you randered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning

اسپاں بخوبی بمنصۂ
ظہور پہنچی - اور شروع
مفسدہ سے آج تک آپ
بدل ہوا خواہ سرکار رہے
اور باعث خوشنودی سرکار
ہوا - لہذا بجلدوے اس
خیر خواہی اور خیر سگالی
کے خلعت مبلغ دوصد
روپیہ کا سرکار سے آپ کو
عطا ہوتا ہے اور حسب
منشاء چٹھی صاحب چیف
کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مؤرخہ ۱۰ر اگست
۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار
و نیک نامی و وفاداری
بنام آپ کے لکھا جاتا
ہے -

مرقومہ
تاریخ ۲۰ر ستمبر ۱۸۵۸ء

up to date and thereby gained the favour of Govt. A *Khilat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner a conveyed in his No. 576. Dt. 10th August 1858. this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ
فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان
مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ
آپ کا خط دو ماہ حال
کا لکھا ہوا حضور اینجانب
میں گذرا۔
مرزا غلام مرتضٰے صاحب
آپ کے والد کی وفات سے
ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا
غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا
خیرخواہ اور وفادار رئیس تھا۔
ہم آپ کی خاندانی لحاظ
سے اسی طرح عزت کریں گے
جس طرح تمہارے باپ وفادار
کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے
خاندان کی بہتری اور
اور پابجائی کا خیال
رہے گا۔

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's:
Murasala dt. 29 June 1876.

My dear firend
Ghulam Qadir,

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۹ء
نزاقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب
بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

ص۴ یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریبًا انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا

ص۵ وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیئے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں۔ اور ان کو دُور دُور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ

ص۶ سے ان کو اِس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کریں۔ اور یہ کتابیں عرب اور بلادِ شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سُنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے اُن کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کی عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقینًا معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف اغ[illegible] گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کیلئے

ص۷ میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں۔ ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے اور جا بجا سرحدی نادان ملّاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کیلئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ

پُرزور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کیلئے قابلِ برداشت نہ تھیں اور اب اہلِ عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سُنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی اور اطاعت کرنی چاہیئے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے - اور کیونکر کریں یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں - وفاداری سے اس کی اطاعت کریں- مَیں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں - اب گورنمنٹ غور فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیرخواہ تھا اور میرا بھائی بھی اُسی کے قدم پر چلا تھا اور مَیں بھی اُنیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعے سے بجا لاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہو سکتے ہیں - میری تمام جوانی اسی راہ میں گذری - اور اب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارے پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں - وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے کہ جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھیراتا ہے - مَیں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مذہبی امور کے متعلق بھی مَیں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور نہ مجھے اس سے انکار ہے کہ پادری صاحبوں کے عقائد کے مخالف بھی میری تحریریں شائع ہوئی ہیں جن کو وہ اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے پسند نہیں کر سکتے - لیکن میرے لئے میری نیک نیتی کافی ہے جس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے - اور میری مخالفت عام مسلمانوں کی طرز مخالفت سے علیحدہ ہے - مَیں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لاکر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا اُن سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیئے - اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعے سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو مَیں نے اُن سے اتفاق نہیں کیا - بلکہ اُن کے برخلاف میموریل بھیجا - اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو

اور درگذر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں
تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے
کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو۔
ہاں نیک نیتی سے اور ہمدردی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلانے کی غرض سے اور صلح کی
بنا ڈالنے کے ارادے سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں ۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ میں اپنی تعلیم کو قریبًا
انیس[19] برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طورپر اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء اور نیز
۲۷ فروری ۱۸۹۵ء کے اشتہار میں ان تعلیموں کو میں نے شائع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں
اور اشتہار چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ
یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور
نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے
دل کے نزدیک نہ آ سکے۔ جھوٹ مت بولو۔ افترا مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو
ایذا مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں
روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گورنمنٹ یعنی گورنمنٹ برطانیہ
جس کے زیر سایہ تمہارے مال اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق اس کے وفادار تابعدار رہو
اور چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور
اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔
خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اُس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور
حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو
بدنگاہوں سے بچاؤ۔ اور کانوں کو غیبت سُننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم
اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے

سچے ناصح ہو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تم میں بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ اور چاہیئے کہ تم اُس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اُس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اُسی پر تجلّی فرماتا ہے جو اُسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں۔ اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزہ ہیں وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں۔ اور ہر ایک جو اُس کی رضا میں فنا ہوتا ہے اُس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ نمونہ اس تعلیم کا ہے جو اُنیس برس سے اس جماعت کو دی جاتی ہے۔ اس لئے مَیں یقین کرتا ہوں کہ یہ جماعت خدا سے ڈرنے والی اور گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے تابعدار اور شکر گذار اور بنی نوع کی ہمدرد ہے۔ ان میں وحشیانہ جوش نہیں۔ ان میں درندگی کی خصلتیں نہیں۔ اگر گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام ایک ذرّہ تکلیف اٹھا کر میری اُنیس برس کی تالیفات کو غور سے دیکھیں تو وہ اس تعلیم کو جو مَیں نے نمونے کے طور پر لکھی ہے میری اکثر کتابوں میں پائیں گے کوئی مُرید مُرید نہیں رہ سکتا جب تک اپنے مُرشد میں قول اور فعل کی مطابقت نہ پاوے پھر اگر میرا قول تو یہ ہو جو مَیں نے اس کا نمونہ لکھا ہے اور میرے فعل اس کے برخلاف ہوں تو کیونکر دانشمند انسانوں کا مجھ پر اعتقاد رہ سکتا ہے۔ حالانکہ میری جماعت میں بہت سا حصّہ عقلمندوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے۔ ان میں بعض اشخاص گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر ہیں یعنی تحصیلدار اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور وکلاء اور ڈاکٹر اسسٹنٹ سرجن اور پنجاب کے معزز امیر اور رئیس اور تاجر ہیں جن کے نام وقتاً فوقتاً میں شائع کرتا رہتا ہوں۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں کہ کسی کی تعلیم کچھ ہو اور خفیہ کارروائیاں

کچھ اَور ہوں - پس کیا نیک دل اور دانشمند انسان ایک دم کے لئے بھی ایسے شریر کے ساتھ رہ سکتے ہیں - گورنمنٹ کے لئے یہ بات نہایت اطمینان بخش ہے کہ میری جماعت کے لوگ جاہل - وحشی - اوباش - بدمعاش اور بدرویہ لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے نیک انسان اور نیک چلنی میں شہرت یافتہ ہیں - جو کوئی اُن میں سے گورنمنٹ کی نظر میں نیک چلنی اور نیک مزاجی اور پاک دلی اور خیر خواہی سرکار میں مسلّم ہیں - اور گورنمنٹ کی طرف سے معزز عہدوں پر سرفراز ہیں - سر سید احمد خاں صاحب کے - سی - ایس - آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے - اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بدل پسند کیا ہے - چنانچہ حاشیہ میں اُن کے کلمات کو درج کرتا ہوں +-

---

حاشیہ :- **" مرزا غلام احمد صاحب قادیانی "**

+ مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ ر جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت لطیف عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے - ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے - اس لئے ہم اس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ " گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے - یہ حملہ بھی محض شرارت ہے - سلطان روم کے حقائق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں - اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے -

اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے

ص ۹

※ پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی

اب خلاصہ کلام یہ کہ میری تعلیم یہی ہے جو انجگہ میں نے نمونہ کے طور پر لکھی ہے۔

مٹ اور میری جماعت وہ گروہ معزز اور غریب طبع اور نیک چلن انسانوں کا ہے کہ میں ہرگز گمان نہیں کر سکتا کہ گورنمنٹ اُن کی نسبت یہ رائے ظاہر کرے کہ یہ لوگ اپنے چال چلن اور رویہ کے لحاظ سے خطرناک یا مشتبہ ہیں۔ یہ میرے سلسلہ کی خوش قسمتی ہے کہ وحشی اور نادانوں اور بدچلنوں نے میری طرف رجوع نہیں کیا۔ بلکہ شریف اور معزز اور تعلیمیافتہ اور دیسی افسر اور اچھے اچھے عہدوں کے سرکاری ملازموں سے میری جماعت پُر ہے اور تنگ خیالات کے متعصب اور جاہل مسلمان جو وحشی اور نفسانی جذبات کے نیچے دبے ہوئے اور تاریک خیال ہیں وہ اس جماعت سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ بخل اور عناد کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دلآزاری کے منصوبوں میں مشغول ہیں اور کافر کافر کہتے ہیں۔

ضمیمہ: یہ پاک سلسلہ اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمکحرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں ان کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ولعنۃ اللہ علی المنافقین بلکہ ہمارا عقیدہ یہی ہے جو ہمارے دل میں ہے۔" (علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ر جولائی ۱۸۹۷ء)

یہ مضمون خیرخواہی گورنمنٹ انگریزی میں نے اس وقت شائع کیا تھا جن دنوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے لوگوں نے سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھے تھے اور بوجہ خیرخواہی اس گورنمنٹ کے مجھ کو کافر ٹھیرایا تھا۔ سید احمد خان صاحب خوب جانتے تھے کہ کسقدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیرخواہ اور امن پسند انسان ہوں اسی لئے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید احمد صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا۔ منہ

تیسری شاخ میرے امور کی جس کو گورنمنٹ کی خدمت تک پہنچانا از حد ضروری ہے میرے وہ الہامی دعوے ہیں جو مذہب کے متعلق مَیں نے ظاہر کئے ہیں۔ جن کو بعض شریر اہلِ غرض خطرناک صورت پر اپنے رسالوں اور اخباروں میں لکھتے ہیں اور خلافِ واقعہ باتیں کرتے ہیں۔ اور افترا سے کام لیتے ہیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ مجھے اپنی دانا گورنمنٹ کے سامنے اس بات کو مدلّل لکھنے کی زیادہ ضرورت نہیں کہ وہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا اور آئندہ زندگی کی جاودانی اُمیدیں اور بشارتیں دینے والا ہے اس کا قدیم سے یہ قانونِ قدرت ہے کہ غافل لوگوں کی معرفت زیادہ کرنے کے لئے بعض اپنے بندوں کو اپنی طرف سے الہام بخشتا ہے اور اُن سے کلام کرتا ہے اور اپنے آسمانی نشان اُن پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ خدا کو رُوحانی آنکھوں سے دیکھ کر اور یقین اور محبت سے معمور ہو کر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو بھی اُس زندگی کے چشمہ کی طرف کھینچیں جس سے وہ پیتے ہیں تا غافل لوگ خدا سے پیار کر کے ابدی نجات کے مالک ہوں اور ہر ایک وقت میں جب دنیا میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور غفلت کی وجہ سے حقیقی پاک باطنی میں فتور آتا ہے تو خدا کسی کو اپنے بندوں میں سے الہام دے کر دلوں کو صاف کرنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ سو اس زمانہ میں اس کام کے لئے جس شخص کو اُس نے اپنے ہاتھ سے صاف کر کے کھڑا کیا ہے وہ یہی عاجز ہے۔ اور یہ عاجز خدا کے اُس پاک اور مقدس بندہ کی طرز پر دلوں میں حقیقی پاکیزگی کی تخم ریزی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے جو آج سے قریباً انیس سو[1900] برس پہلے رُومی سلطنت کے زمانہ میں گلیل کی بستیوں میں حقیقی نجات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اور پھر پیلاطوس کی حکومت میں یہودیوں کی بہت سی ایذا کے بعد اُس کو خدا کی قدیم سنّت کے موافق اُن ملکوں سے ہجرت کرنی پڑی اور وہ ہندوستان میں تشریف لائے تا ان یہودیوں کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں جو بابل کے تفرقہ کے وقت ان ملکوں میں آئے تھے اور آخر ایک سو بیس[120] برس کی عمر میں اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ کر اپنے

ص۱۱

محبوبِ حقیقی کو جا ملے اور کشمیر کے خطّے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرینگر اور انموزہ اور خان یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیعت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے حصّہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات سے مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو عیسے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عمداً کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھیرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے رومیوں کی نسبت قوانینِ معدلت بہت صاف اور اس کے حکام پیلاطوس سے زیادہ تر زیرکی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظلِّ حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلّہ شبہات کے پلّے سے بڑھ کر ہے۔ ص۱۲

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنے

اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھیرایا ہے تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اِس نام کے معنے یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے اُنیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنے کئے ہیں۔

ممکن ہے کہ کئی لوگ میری ان باتوں پر ہنسیں گے یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں۔ کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی۔ خاص کر قدیم فرقوں کے مسلمان جن کے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفانِ اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور صحیح اور راست صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر آنے والا بیان کیا گیا ہے جو نہ لڑے گا اور نہ خون کریگا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم اور براہین شافیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کھلے کھلے کلام اور نشانوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ اور اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا ان کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے۔ اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی اُمیدوں کے

برخلاف ہے۔ بلاشبہ اُن کے عقیدے ایسے تھے جو کہ وحشیانہ جوشوں کو پیدا کرتے اور تہذیب اور شائستگی سے دور ڈالتے تھے۔ اور غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدوں کا انسان ایک خطرناک انسان ہوتا ہے۔ سو خدا نے جو رحیم کریم ہے میرے ظہور سے صلحکاری کی بنیاد ڈالی۔ اور میری جماعت کے دلوں کو ان بیہودہ عقیدوں سے ایسا دھو دیا ہے جیسے ایک کپڑا صابون سے دھویا جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں اور جس طرح یہود کی اُمیدوں کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام بادشاہ ہو کر نہ آئے اور نہ غیر قوموں سے لڑے۔ آخر یہود نے اُن پر ظلم کرنا شروع کیا اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہے جس کا ہمیں انتظار تھا یہی سبب اس جگہ پیدا ہو گیا۔ ہاں اس کے ساتھ دوسرے اختلاف بھی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کا ایک یہ بھی مذہب ہے کہ حتّی المقدور غیر قوموں سے کینہ رکھا جائے اور اگر موقعہ ملے تو ان کا نقصان بھی کیا جائے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اسلئے تہذیب یہی ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ دوسری قوموں سے انتقام لینے کے لئے سخت حریص ہیں۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ عفو اور درگذر کرو۔ اور کینہ ور اور منافق طبع مت ہو۔ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ اور مَیں نے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر دکھلایا۔ اور مَیں نے ہرگز پسند نہیں کیا کہ جو شخص شر کا ارادہ کرتا ہے اُس کے لئے مَیں بھی شر کا ارادہ کروں۔ مثلاً ڈاکٹر کلارک نے اقدامِ قتل کا الزام میرے پر لگایا تھا۔ جو عدالت میں ثابت نہ ہوا بلکہ اُس کے برخلاف قرائن پیدا ہوئے۔ تب کپتان ڈگلس صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ڈاکٹر کلارک پر نالش کرنا چاہتے ہیں؟ تو مَیں نے انشراحِ صدر سے کہا کہ نہیں۔ بلکہ مَیں نے اُن عیسائیوں پر نالش کرنے سے بھی اعراض کیا جو عدالت کی تحقیق کی رو سے ملزم ٹھیرے تھے اگر عفو اور درگذر میرا مذہب نہ ہوتا تو اس قدر دُکھ اُٹھانے کے بعد میں ضرور نالش کرتا۔

۱۳

پھر جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذریعہ سے اس نواح کے مسلمانوں نے رسالہ امہات المومنین کے مصنف پر مواخذہ کرانا چاہا۔ اور اس مطلب کیلئے بحضور صاحب لفٹیننٹ گورنر بہادر کئی میموریل بھیجے اور بہت جوش ظاہر کیا تو اُسوقت بھی مَیں نے اُن کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف لکھا کہ ہم مؤلف امہات المومنین سے ہرگز انتقام نہیں چاہتے۔ ہاں معقول طور پر رد لکھنا ہمارا فرض ہے سو ان امور میں ہمیشہ سے ان لوگوں اور ان کے مولویوں سے میرا اختلاف رہا ہے جس سے اُنکو بڑا رنج ہے۔ مگر مَیں اُن سے کچھ دشمنی نہیں رکھتا✝۔ اور بہرحال اُن کو قابل رحم جانتا ہوں اور اس شخص سے زیادہ قابل رحم کون شخص ہو سکتا ہے جو سچائی اور راستی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔ ایک اختلاف عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہے جس سے یہ لوگ ہمیشہ افروختہ رہے ہیں۔ مَیں نے ایک وسیع تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور مجھے بڑے پختہ ثبوت اس بات کے ملے ہیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب سے نجات دے کر ہندوستان کی طرف ان یہودیوں کی دعوت کیلئے روانہ کیا جو بخت نصر کے ہاتھ سے متفرق ہو کر فارس اور تبت اور کشمیر میں آکر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان ملکوں میں ایک مدت تک رہ کر اور پیغام الٰہی پہنچا کر آخر سری نگر میں وفات پائی اور آپکا مزار مقدس سری نگر محلہ خان یار میں موجود ہے جو شہزادہ نبی ✝✝یوز آسف کی مزار کہلاتی ہے۔

✝ ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جب مولوی محمد حسین ڈاکٹر کلارک کی طرف سے گواہ ہو کر آیا تو میرے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے محمد حسین کی نسبت ایک ایسے سوال کی مجھ سے اجازت چاہی جس سے عدالت میں محمد حسین کی بہت ذلت ہوتی تھی مَیں نے اُن کو ایسے سوال سے منع کر دیا۔ اور روک دیا۔ اگر مَیں دنیا میں کسی سے دشمنی رکھتا تو کیوں ایسا کرتا۔ منہ

✝✝ کشمیریوں کی بعض معزز قوموں کے نام کے ساتھ جیو کا لفظ ایک ابدی قومی یادگار ہے جو ان کو بنی اسرائیل ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ جیو کے معنے یہودی ہی کے ہیں اور یہ لفظ جیو معنے یہودی انگریزی میں بھی اسی طرح بنایا گیا ہے۔ اس زبردست ثبوت قومی ناموں کی طرز شناخت کے علاوہ ڈاکٹر برنیر مشہور فرانسیسی سیاح نے اپنے سفرنامہ میں زبردست دلائل اور نیز بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ اہل کشمیر اصل میں بنی اسرائیل ہی ہیں۔ منہ

یسوع کا نام جیزس کے لفظ کی طرح اختلاط زبان کی وجہ سے یوز آسف ہو گیا۔

چوتھی شاخ یہ ہے کہ ان دعووں کے بعد قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے دعوے مسیح موعود کو سُنکر اور اس بات سے اطلاع پاکر کہ مَیں اُن کے اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں جس کی نسبت بہت سے وحشیانہ قصّے انہوں نے بنا رکھے ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہانے والا اس کو مانا گیا ہے۔ ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اُس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجّال ٹھیرایا۔ یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لُوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبرًا اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب+ ہیں۔ چنانچہ اشتہار مورخہ ۲۹؍ رمضان ۱۳۰۸ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ مطبع ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں ثبوت موجود ہیں مگر جب رعب گورنمنٹ سے ان فتووں پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ تو محمد حسین نے ایک اور تدبیر سوچی[ع] کہ اس شخص کو نہایت سخت گالیوں اور دلآزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیئے۔ جیسا کہ اُس نے رسالہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے۔ اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اُس کے نام پر چھپوائے۔ ؏

+ محمد حسین بٹالوی کا اصل مذہب یہی ہے کہ مہدی لڑائیاں کرنے والا آنے والا ہے مگر وہ گورنمنٹ کو محض جھوٹ کے طور پر یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی کا میں قائل نہیں ہوں حالانکہ وہ بارہا ظاہر کر چکا ہے کہ قائل ہے اگر گورنمنٹ دوسرے مولویوں کو جمع کر کے پوچھے کہ یہ شخص ان کے پاس مہدی کی نسبت کیا عقائد بیان کرتا ہے تو جلد ثابت ہو جائیگا کہ یہ شخص گورنمنٹ کو کیا کہتا ہے اور اپنے بھائیوں یعنی دوسرے علماء کو مہدی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ منہ ۱۲

؏ دیکھو اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۶ و ۱۵۴ و ۱۵۵ - منہ ۱۲

اور درپردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی افسوس اپنی کارروائی سے وہ لوگوں کو اطلاع بھی
دیتا رہا ہے اور اپنے رسالوں میں بھی شیخی کے طور پر یہ کام اپنی طرف منسوب کرتا رہا ہے اور یہ
تمام اشتہارات جو نہایت چالاکی اور بدزبانی سے ایک سال سے یا کچھ زیادہ عرصہ سے محمد حسین
شائع کر رہا ہے بہ نہایت اوباشانہ طریق سے گندے سے گندے پیرایہ میں لکھے جاتے ہیں اور ان
اشتہاروں میں کوئی پہلو میری بے عزتی اور بے آبروئی کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور میرے تمام ننگ و ناموس
کو خاک میں ملانا چاہا ہے اور ایسی گندی اور ناپاک تہمتوں پر مشتمل ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ
اس سختی اور بے شرمی کا برتاؤ کبھی ذلیل سے ذلیل قوم کے آدمی نے کسی اپنے مخالف کے ساتھ
کیا ہو۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲ر اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں
چھپا ہے۔ ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵ر ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا
ہے اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار اور ضمیمہ ۱۱ر جون ۱۸۹۷ء کا جو اسی مطبع میں طبع ہوا
ہے۔ ان چاروں کا نمونہ کے طور پر کسی قدر مضمون الگ درج کرتا ہوں تا حکّام کو معلوم ہو
کہ کہاں تک میری ذلّت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور نہ ایک ماہ نہ دو ماہ بلکہ ایک سال سے
ایسے گندے اشتہار جاری کر رہے ہیں جن کے متواتر زخموں کے بعد مجھے اشتہار ۲۱ر نومبر
۱۸۹۸ء لکھنا پڑا۔ جس میں جھوٹے کی ذلّت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے۔ اور محمد حسین کے یہ
چاروں اشتہار جو جعفر زٹلی کے نام پر نکالے گئے مجھے بے عزت کرنے کے لئے ان میں
نہایت سخت اور گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یعنی میری نسبت یہ لکھا
ہے کہ ''اس شخص کی جورو کی اس کے بعض مریدوں سے آشنائی ہے'' اور پیر سٹھے سے اپنے تئیں ملہم
قرار دیکر میری نسبت لکھا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ ''اس شخص کی جورو محمد بخش جعفر زٹلی سے

✤ یہ اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء اس وقت شائع نہیں کیا جب تک کہ کئی اشتہار بدرخواست مباہلہ لوگوں کی
طرف سے متواتر میرے پاس نہیں پہنچے۔ چنانچہ علاوہ ان اشتہارات کے ایک چٹھی جعفر زٹلی مؤرخہ ۱۹ر نومبر ۱۸۹۸ء
اور پانچ اشتہارات متواتر یکے بعد دیگرے مباہلہ کی درخواست کے متعلق محمد حسین نے آپ شائع کرائے ہیں۔ منہ

۱۵

نکاح کرے گی۔" اور پھر میری نسبت ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ "قادیانی ایک سخت مقدمہ میں ماخوذ ہو کر پابجولاں قید فرنگ میں ڈالا جاویگا اور جلاوطن ہوگا اور حالتِ قید میں بالکل دیوانہ اور مخبط الحواس ہو جاوے گا۔ اور اس کے نیچے سے ایک ناسور کا پھوڑا پیدا ہوگا۔ اور اس کو کوڑھ ہو جائیگا۔ اور اس کے جسم میں بے شمار کیڑے پیدا ہونگے اور اس کی صورت مطلقاً مسخ ہو جائے گی اور اس کی پیاری بیوی بعض مریدوں سے آشنائی کرے گی⊛ اور پھر محمد بخش جعفر زٹلی سے اس کا نکاح ہوگا۔ اور مولوی ابو سعید محمد حسین نکاح خواں ہونگے۔ اور آخر قادیانی آنکھوں سے اندھا۔ کانوں سے بہرا۔ زبان سے گونگا خودکشی کر کے فی النار والسقر ہو جائیگا یعنی جہنم میں پڑے گا۔" اور پھر ٹھٹھے کے طور پر آخیر میں لکھتا ہے کہ "یہ سب الہام پورے ہو چکے صرف نکاح باقی ہے۔" اور پھر میری نسبت تیسرے اشتہار میں ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ "سُنا ہے کہ اس شخص کو طاعون ہو گئی اور کتوں نے اس کا گوشت کھایا۔" اور پھر جولائی ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں میری تصویر کھینچ کی بنائی ہے۔

⊛ اور پھر وہ اولاد جو ہوگی وہ قادیانی سے طلاق ہو کر محمد بخش کے گھر میں سے ہوگی۔

علاوہ اس کے محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ ۱۸۹۸ء میں جابجا مجھے بدکار اور گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور خونی قرار دیا ہے۔ پس جبکہ یہ ظلم محمد حسین اور اس کے گروہ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کا حد سے زیادہ گذر گیا اور مجھے اس حد تک ذلیل کیا گیا کہ کوئی ایسا لفظ ذلت کا نہ چھوڑا جو میری نسبت استعمال نہ کیا۔ اور پھر مباہلہ کے لئے متواتر درخواست بھیجی۔ تو بالآخر میں نے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہم دونوں گروہ میں سے اُس کو ذلیل کرے جو جھوٹا ہے اور پھر اس اشتہار کی شرح ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں بھی تصریح سے کر دی اور محمد حسین نے میرے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے جھوٹے طور پر یہ معنے کرکے کہ اس میں میرے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ حالانکہ اُسی اشتہار میں

۴ بعد بھی جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا اور میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے

✢ مولوی محمد حسین نے اپنے اشاعۃ السنہ ۱۸۹۸ء میں بطور تمسخر کے طور پر کہا ہے کہ "ان کی بیوی کا محمد بخش سے میں نکاح پڑھوں گا۔" منہ

مَیں نے تین جگہ کھول کر بیان کر دیا تھا کہ یہ اشتہار صرف جھوٹے کی ذلت کے لئے ہے۔ ہم دونوں فریق میں سے کوئی ہو۔ اور پھر مَیں نے یہ سُنکر کہ محمد حسین میرے اشتہار ۲۱ نومبر کے خلاف واقعہ معنے بیان کرتا ہے ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار اس غرض سے شائع کیا کہ تا محمد حسین اُلٹے معنے کر کے لوگوں کو دھوکا نہ دیوے مگر مَیں نے سُنا ہے کہ بعد اس کے پھر بھی وہ دھوکہ دیتا رہا۔ ایک بچہ بھی جو ادنیٰ استعداد رکھتا ہو میرے ان دونوں اشتہارات کو دیکھ کر جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء اور ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں جاری ہوئے تھے بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ ان اشتہارات میں کسی کے قتل کرنے کی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ محض جھوٹے کی ذلت کے لئے بددعا اور الہام ہے۔✣ اور یہی غرض تھی جس کی وجہ سے مَیں نے محمد حسین کا اشتہار جو محمد بخش ابوالحسن تبتی کے نام سے جاری کیا گیا تھا اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے ساتھ چھاپ بھی دیا تھا۔ اس سے میری یہ غرض تھی کہ تا معلوم ہو کہ محمد حسین نے محض بدزبانی سے مجھے ذلیل کرنا چاہا ہے۔ اور مَیں خدا سے یہ فیصلہ چاہتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ اسی طرح ذلیل ہو مَیں نے اس رسالے کے اخیر پر اپنے دو اشتہار یعنی ۲۱ نومبر ۹۸ء اور ۳۰ نومبر ۹۸ء کا ترجمہ انگریزی میں شامل کر دیا ہے۔ یہ بات کہ مَیں نے کیوں یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء لکھا اور کس صحیح ضرورت کی وجہ سے میں اس کے لکھنے کا مجاز تھا اس کا جواب میں ابھی دے چکا ہوں کہ مَیں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک گندہ اشتہاروں کا نشانہ رہا۔ یعنی محمد حسین اور اس کے گروہ کی طرف سے میری نسبت برابر ایک برس تک گالیوں کے اشتہار جاری ہوتے رہے اور ان اشتہارات میں میری سخت اہانت اور بے عزتی کی گئی۔ اور مجھے ذلیل کرنے میں

۱۷ص

✣ الہام جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کہ جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ جھوٹے کی ذلت تو ہوگی مگر اُسی قسم کی جو اس نے اپنے فعل سے فریق ثانی کو پہنچائی ہو۔ پس اس جگہ ذلت کی قسم مثل کے لحاظ سے قرار دی گئی ہے۔ منہ

انتہا تک کوشش کی گئی۔ یہاں تک کہ میری مستورات پر محض مفسدانہ شرارت سے بدکاری اور زنا کا الزام لگایا گیا۔ اس وجہ دلآزاری اور بےحرمتی کے وقت جو انسانی غیرت کو حرکت میں لاتی ہے میرا حق تھا کہ میں عدالت میں نالش کرتا۔ لیکن میں نے اپنے فقیرانہ اور صابرانہ طریق کے لحاظ سے کوئی نالش نہ کی اور ایک سال کے قریب تک ایسے اشتہارات جن کا ایک ایک نقطہ میری بےعزتی کے لئے لکھا گیا تھا محمد حسین اور اُس کے گروہ نے بذریعہ ڈاک قادیان میں میرے پاس پہنچائے۔ حالانکہ میں ایسے گندے اخباروں اور اشتہاروں کا خریدار نہ تھا۔ پس جب کہ بار بار مجھے اس قسم کی گالیوں اور بہتانوں سے آزار پہنچایا گیا تو آخر میں نے مدت دراز کے صبر کے بعد نہایت نیک نیتی سے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جو محض اس مضمون پر مشتمل تھا کہ جھوٹے کو خدا ذلیل کرے مگر اسی قسم کی ذلت سے جو اُس نے پہنچائی جاری کیا۔

پانچویں شاخ قابلِ بیان یہ ہے کہ میرے اِن دعووں سے پہلے میری نسبت اِن لوگوں کا کیا ظن تھا اور ان دعووں کے بعد کیوں اس قدر عداوت اختیار کی؟ سو اس جگہ اس قدر لکھنا کافی ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو مخالفوں کا سرگروہ ہے میرے اِن دعاوی سے پہلے میری نسبت نہایت درجہ کا مدح خواں تھا۔ مجھ کو ایک نیک انسان اور ولی اور مسلمانوں کا فخر اور گورنمنٹ انگریزی کا نہایت درجہ کا خیر خواہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۸۴ء میں صفحہ ۱۶۹ میں میری نسبت لکھتا ہے کہ

"یہ شخص اسلام کی مالی جانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔" پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھتا ہے کہ

"مؤلف براہین احمدیہ (یعنی اس راقم) کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب بھی ہیں۔ ان کے والد بزرگوار میرزا غلام مرتضیٰ نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کا خیر خواہ اور جاں نثار وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اور پچاس گھوڑے گورنمنٹ کی مدد میں دیئے۔" اور پھر

صفحہ ۷۷، ۷۸ ،۱ میں لکھتا ہے کہ "مرزا غلام احمد صاحب درویشانہ طور پر گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں ..... ہمیشہ مصروف رہے - اور بارہا انہوں نے لکھا ہے کہ یہ گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے اور خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بارانِ رحمت بھیجا ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔" ایسا ہی محمد حسین نے اشاعۃ السنہ کے کئی اور پرچوں میں میری نسبت صاف طور پر گواہی دی ہے کہ "یہ شخص غریب الطبع اور بے شر اور گورنمنٹ انگلشیہ کا خیر خواہ ہے۔" اور اس گواہی پر سالہا سال تک اور اس وقت تک قائم رہا جب تک کہ مَیں نے ان لوگوں کے ان اعتقادات سے انکار نہ کیا کہ جو ان لوگوں کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں۔ کہ دنیا میں ایک مہدی آئے گا اور نصاریٰ سے لڑے گا اور اس کی مدد کرنے کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور زمین پر کسی کافر کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور کافروں کی دولت مولویوں اور دوسرے مسلمانوں کو ملے گی۔ اور اتنی دولت ملے گی کہ وہ اُس کے رکھنے سے عاجز آجائیں گے۔ ان بے بنیاد اور بے ہودہ قصوں کو مَیں نے قبول نہیں کیا۔ اور بار بار لکھا کہ یہ خیالات حدیث اور قرآن سے ثابت نہیں اور سراسر لغو اور باطل ہیں۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ مَیں خدا تعالیٰ کے ارادہ کے موافق اور اس کے الہام سے مسیح موعود کے نام پر آیا ہوں اور مَیں لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ عام مسلمانوں کے یہ اعتقاد کہ بنی فاطمہ سے ایک مہدی اُٹھے گا اور مسیح آسمان سے اس کی مدد کے لئے آئے گا۔ پھر وہ زمین پر کافروں کے ساتھ لڑیں گے اور نصاریٰ کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہونگی اور مولویوں اور اُن کے ہمخیال لوگوں کو انعام دینے کے لئے بہت سا مال اکٹھا کیا جائیگا یہ سب جھوٹے اور بے اصل خیالات ہیں۔ بلکہ ایسی لڑائیاں کرنے والا کوئی نہیں آئے گا۔ صرف رُوحانی طور پر غافل لوگوں کی اصلاح منظور تھی۔ سو اس اصلاح کے لئے مَیں آیا ہوں۔ سو یہ وعظ میرا ان لوگوں کو نہایت بُرا معلوم ہؤا کیونکہ کروڑہا خیالی روپوں کا نقصان ہو گیا۔ اور

لوٹ کے مالوں سے قطعی ناامیدی ہوگئی اور مسیح موعود اور مہدی کی جگہ ایک غریب انسان آیا
جو لڑائیوں سے منع کرتا اور بغاوت کے پلید منصوبوں سے روکتا اور غریبانہ زندگی کی تعلیم
دیتا ہے۔ پھر ایسا انسان ان لوگوں کو کیونکر اچھا معلوم ہوتا۔ ناچار اس کے قتل اور صلیب
دینے کے لئے فتوے لکھے گئے۔ اس کی بیویوں اور اس کی جماعت کی عورتوں پر جبراً قبضہ*
کرنا اور اُن سے نکاح کرنا دینداری کا اصول ٹھیرایا گیا۔ گالیاں دینا اور جھوٹی تہمتیں
لگانا اور اس کی بیوی کا ذکر کرکے پلید تہمتوں سے اس کو متہم کرنا ثواب کا کام سمجھا گیا۔
اور پھر دوبارہ غیظ وغضب ان لوگوں کا اس بات سے بھی چمکا کہ محمد حسین نے اپنے ایک
رسالہ میں سلطان روم کی بہت تعریف کی تھی۔ اس کے مقابلہ پر مَیں نے ایک سفیر روم
کی ملاقات کے بعد یہ اشتہار دیا کہ ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے
ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھلانی چاہیئے۔ اس سلطنت کے ہمارے سر پر وہ
حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس میری تحریر پر مولویوں نے بہت شور مچایا۔
اور سخت گالیاں دیں۔ اور میرے ساتھ اتفاق رائے صرف سر سید احمد خان
کے۔ سی۔ ایس۔ آئی نے کیا۔ جیسا کہ مَیں ان کی کلام کو جس کو انہوں نے اپنے اخبار میں شائع
کیا تھا اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بجز ان وجوہ کے اور کوئی وجہ
عداوت ان لوگوں کی میرے ساتھ نہیں ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کے عالی مرتبہ حکام ان
لوگوں کے اشتہارات کو غور سے پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی درندگی کس
حد تک پہنچ گئی ہے۔ اور میری تعلیم جو مدّت اُنیس برس سے اپنی جماعت کو دے رہا ہوں
وہ بھی اس محسن گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ مَیں نے اپنی جماعت کے لئے لازم

ص ۱۹

* نوٹ:۔ دیکھو کتاب سیف المسلول صفحہ ۴۲ و ۴۳ مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی بلا تاریخ اور
اشتہار مولوی محمد وغیرہ مطبوعہ حقانی پریس لودیانہ مؤرخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ ہجری۔ منہ

کر دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کی بدی کا مقابلہ نہ کریں اور غریبانہ طرز پر زندگی بسر کریں اور اپنے نفس پر بھی مَیں نے یہی لازم کیا ہے کہ ان پلید تہمتوں اور بہتانوں کے مقابل پر خاموش رہوں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کی اوباشانہ باتوں کے مقابل پر ہمیشہ مَیں نے اور میری جماعت نے خاموشی اختیار کی۔ ایک منصف غور کر سکتا ہے کہ یہ کسقدر دل دکھانے والا طریق تھا کہ اس محمد حسین مولوی نے محمد بخش جعفر زٹلی اپنے دوست کے ذریعہ سے یہ اشتہار میری نسبت دیا کہ اس شخص کی بیوی اس کی جماعت سے آشنائی یعنی ناجائز تعلق رکھتی ہے مگر مَیں اس بہتان کے سُننے سے خاموش رہا پھر ایک دوسرے اشتہار میں لکھا کہ سُنا ہے کہ یہ شخص مرگیا اور اس کا گوشت کتّوں نے کھایا مَیں نے پھر بھی صبر کیا۔ پھر میری نسبت لکھا کہ ہمیں الہام ہؤا ہے کہ اس کی بیوی آوارہ ہو کر محمد بخش جعفر زٹلی سے نکاح کرے گی اور محمد حسین نکاح پڑھے گا۔ پھر بھی مَیں نے صبر کیا۔ پھر ایک اور اشتہار میں مجھے ایک ریچھ قرار دے کر ایک تصویر ریچھ کی بنائی اور اس کے گلے میں رسّہ ڈالا اور ساتھ اس کے گالیاں نکلیں۔ اور پھر ایک اور اشتہار میں یہ الہام ظاہر کیا کہ یہ شخص قید ہو جائیگا اور کوڑھی ہو جائیگا۔ اور پھر اسی محمد حسین نے اشاعۃ السنہ میں ایک جگہ لکھا کہ یہ شخص خونی ہے بدکار ہے اور باغی ہے۔ ان تمام اشتہارات کے بعد ان لوگوں نے بار بار مباہلہ کی درخواست کی اور ان درخواستوں میں بھی گالیاں دیں۔ آخر نرمی اور ملائمت سے میری طرف سے ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار نکلا جس کا صرف یہ مطلب تھا کہ خدا ہم دونوں میں سے جھوٹے کو ذلیل کرے۔ مگر الہام میں ذلّت کے ساتھ مثل کی شرط رکھی گئی ہے۔

غرض جو کچھ مجھ میں اور ان میں آج تک واقعہ ہؤا اس کی یہی کیفیت تھی جو مَیں نے بیان کی اور محمد حسین اور محمد بخش جعفر زٹلی کے تمام گندے اشتہار میرے پاس موجود ہیں جن کا مضمون بطور خلاصہ اس رسالہ میں لکھ دیا گیا ہے اور ان کی تاریخ طبع معہ نام مطبع ذیل میں لکھتا ہوں۔

تاریخ اشتہار	نام مطبع	کیفیت
۱۱؍ جون ۱۸۹۷ء	تاج الہند لاہور تکیہ ساد ھواں	اس اشتہار کا عنوان ضمیمہ اخبار جعفر زٹلی ہے۔

		شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے ایماء سے لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ شیخ مذکور نے اس بات کو اپنے اشاعۃ السنہ اور نیز گواہوں کے روبرو قبول کیا ہے ۔ اس اشتہار میں نہایت گندی پیشگوئیاں لکھی ہیں ۔
۲۶ر جون ۱۸۹۷ء	"	یہ بھی شیخ محمد حسین کے ایما سے لکھا گیا ہے ۔
۲۳ر جون ۱۸۹۷ء	"	" " " " " "
۲۶ر مئی ۱۸۹۷ء	"	اس اشتہار میں قتل کی بھی دھمکی دی ہے ۔
۲۰ر اگست ۱۸۹۷ء	"	یہ بھی محمد حسین کے ایماء سے لکھا گیا اور گالیوں سے بھرا ہوا ہے ۔
۷ر اپریل ۱۸۹۷ء	"	اس کے صفحہ ۴ تیسرے کالم میں لکھا ہے کہ مرزا مرگیا اور اس کی لاش عجائب خانہ میں رکھی گئی۔*
اشاعۃ السنہ محمد حسین بٹالوی ۱۸۹۱ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک		ان تمام رسالوں میں جو ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۸ء تک ہیں مولوی محمد حسین نے ہر ایک طرح سے میرے پر تہمتیں لگائیں گالیاں دیں اور یہ بھی اقرار کیا کہ محمد بخش جعفر زٹلی کے تمام گندے اشتہار میری ایما اور تعلیم سے ہیں ۔ اور محمد بخش کی بہت تعریف کی ۔

* صرف یہی بات نہیں کہ محمد حسین نے اپنے اشاعۃ السنہ میں قبول کیا ہے کہ یہ سب گالیاں اس کی تحریک سے اور اس کی تعلیم سے دی ہوئی ہیں بلکہ اس بات پر چند معزز آدمی گواہ بھی ہیں کہ محمد حسین ان اشتہارات کے بارے میں اپنے ہاتھ سے لکھا ہؤا مسودہ دیتا رہا ہے منہ

ح۲۰

آخیر پر یہ امر قابل غور حکام ہے کہ صدہا معزز اور شریف انسان میری پاک زندگی کے گواہ ہیں اور خود میری جماعت کے معزز عہدہ دار جو گورنمنٹ کی نظر میں خاص اعتبار کے لائق ہیں۔ ایسا ہی جو معزز رئیس اور تاجر ہیں میرے نیک اور شریفانہ چال چلن پر شہادت دے سکتے ہیں اور نیز میں ایسے خاندان سے ہوں کہ جو گورنمنٹ انگریزی کی نظر میں کبھی متہم نہ تھا۔ اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی کوئی مجرمانہ حرکت مجھ سے ظہور میں آئی۔ اور میری جماعت میں اکثر معزز عہدہ دار اور رئیس اور شریف تعلیم یافتہ ہیں جو کسی بدچلن کے ساتھ تعلق مریدی نہیں رکھ سکتے۔ اور محمد حسین سے میری کوئی ذاتی عداوت نہیں اور نہ کوئی مالی شراکت۔ صرف مذہبی عقائد کا اختلاف ہے۔ ہاں چونکہ ان لوگوں نے قریباً ایک برس سے گالیاں دینا اور گندے اشتہار نکالنا اپنا طریق بنا لیا ہے اس لئے ان کے بہت سے اشتہارات کے بعد جو قریباً ایک برس تک میرے نام آتے رہے اور ان کی متواتر درخواست مباہلہ کے بعد جو بذریعہ اشتہارات کی گئی میری نیک نیتی اور خدا ترسی اور حلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ بجائے گالیوں کے خدا تعالیٰ سے بطور مباہلہ فیصلہ چاہوں۔ اور یہ طریق مباہلہ مَیں نے اپنی طرف سے ایجاد نہیں کیا بلکہ یہ قدیم سے اسلام میں بطور سنّت چلا آتا ہے۔ یہ اسلام کا طریق ہے کہ جو فیصلہ خود بخود نہ ہو سکے وہ بذریعہ مباہلہ خدا تعالیٰ پر ڈالا جائے۔ مگر مَیں نے کسی کی موت یا کسی اور مصیبت کے لئے ہرگز یہ اشتہار نہیں لکھا۔ خلاصہ اشتہار صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دونوں فریق میں سے جو ظالم ہو اس کو مثلی ذلّت پہنچائے۔ میری عادت ہرگز نہیں کہ مَیں کسی کی موت کی نسبت خود بخود پیشگوئی کردوں۔ چند آدمی جن کی نسبت اس سے پہلے پیشگوئی کی گئی تھی جیسے ڈپٹی آتھم اور پنڈت لیکھرام۔ ان لوگوں نے خود اصرار کیا تھا۔ اور نہایت اصرار سے اپنی دستی تحریریں دی تھیں۔ اور اس پر زور دیا تھا کہ اُن کے حق میں پیشگوئی کی جائے۔ اور لیکھرام نے علاوہ میری پیشگوئی کے میرے حق میں بھی پیشگوئی کی تھی اور اشتہار دیا تھا کہ یہ شخص تین سال تک ہیضہ سے مرجائیگا۔ اور میری پیشگوئی کو اپنی رضامندی سے ہزاروں انسانوں میں اس نے شائع

کر دیا تھا اور بذریعہ اشتہار خود ظاہر کر دیا تھا کہ یہ پیشگوئی میری رضامندی سے ہوئی ہے اور خود ظاہر ہے کہ لیکھرام جیسا مخالف شخص ایسی پیشگوئی کو سُنکر بحالت نارضامندی نالش کرنے سے کیونکر رُک سکتا تھا۔ یہ واقعہ صدہا آدمیوں کو معلوم ہے کہ وہ اِس پیشگوئی کے حاصل کرنے کیلئے قریباً دو ماہ تک قادیان میں رہا تھا پھر پیشگوئی کے بعد پانچ برس برابر زندہ رہا۔ اور کسی کے پاس شکایت نہ کی کہ میرے خلاف مرضی یہ پیشگوئی ہوئی۔ آخر پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہی خدا تعالےٰ کی مرضی سے اس جہان سے گذر گیا۔ اُس نے موت کے وقت بھی میری نسبت کوئی شک ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ دل سے جانتا تھا کہ مَیں شریر النفس اور منصوبہ باز نہیں ہوں۔ اور جو شخص رُوح القدس سے بولتا ہے کیا وہ اس بدمعاش سے مشابہت رکھتا ہے جو شیطانی اور مجرمانہ فریب سے کوئی حرکت بے جا کرتا ہے؟ جو خدا سے بولتا ہے وہ خلقت کے روبرو کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہزارہا شکر کا محل ہے کہ مہربان اور منصف مزاج اور دانا گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر میری قوم کے یہ مولوی مجھ پر دانت پیستے ہیں اور مجھ کو جھوٹا اور بداعمال خیال کرتے ہیں تو مَیں اس محسن گورنمنٹ کو اپنے اور ان لوگوں کے فیصلہ کے لئے اس طرح پر منصف کرتا ہوں کہ کوئی **آئندہ کی غیب گوئی** جو انسان کی نیکی یا بدی سے کچھ بھی تعلق نہ رکھے اور کسی انسانی فرد پر اس کا اثر نہ ہو اپنے خدا سے حاصل کرکے بتلاؤں اور اپنے صدق یا کذب کا اس کو مدار ٹھیراؤں اور درصورت کاذب ہونے کے ہر ایک سزا اٹھاؤں مگر ان میں کون ہے **جو اس فیصلہ کو منظور کرے؟**

۲۲

افسوس کہ اس محمد حسین کو خوب معلوم ہے کہ لیکھرام نے نہایت اصرار سے یہ پیشگوئی حاصل کی اور ایک مدت تک قادیان میں اسی غرض سے میرے پاس رہا تھا۔ اور ڈپٹی عبداللہ آتھم خود سرکاری ... سے واقف تھے۔ پس کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسا آدمی جو اکسٹرا اسسٹنٹ بھی رہ چکا تھا میرے خود بخود پیشگوئی کرنے کی حالت میں خاموش رہ سکتا۔ اور ایک دستی تحریر ان کی مسل مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں مَیں نے شامل بھی کرائی ہے۔ اور

پھر یہ اشتہار مباہلہ جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا گیا باوجود اس کے جو کسی کی ذات سے اس کو خصوصیت نہیں بلکہ صرف جھوٹے کی ذلت کے لئے شائع کیا گیا ہے ایسی آہستگی اور احتیاط سے اس کو مَیں نے شائع کیا ہے کہ جب تک محمد حسین کے گروہ کی طرف سے متواتر اشتہار اور خطوط بطلب مباہلہ میرے پاس نہیں پہنچے اس وقت تک مَیں نے اس اشتہار کو روک رکھا۔ یہ تمام اشتہار طلب مباہلہ کے میرے پاس موجود ہیں۔ غرض ان تمام واقعات کا صحیح نقشہ جو آج تک مجھ میں اور محمد حسین کے گروہ میں ظہور میں آئے یہی ہے جو مَیں نے بیان کیا ہے۔

اور مَیں اس رسالہ کے آخیر میں اپنے دونوں اشتہار یعنی ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار اور ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار ملاحظہ حکّام کے لئے شامل کرتا ہوں۔

بالآخر میں اپنی دانا اور محسن گورنمنٹ کی خدمت میں یہ امر پیش کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ میری قوم کے مولویوں کو محض اس وجہ سے مخالفت ہے کہ مَیں ان کی اُمیدوں اور آرزوؤں کے برخلاف اپنی جماعت کو تعلیم کرتا ہوں جس قسم کے مہدی اور مسیح کے وہ منتظر تھے مَیں اُن اعتقادات کا مخالف ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے میرے پر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور جھوٹ ہیں کہ کوئی ایسا مہدی یا مسیح دنیا میں آئیگا کہ جو مذہب اور دین کے پھیلانے کے لئے خونریزیاں کرے گا۔ خدا نے ہرگز نہیں چاہا کہ اس طور سے دین کو پھیلاوے۔ اگر ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مخالفوں سے لڑائیاں ہوئی تھیں تو وہ لڑائیاں دین کے پھیلانے کے لئے ہرگز نہ تھیں۔ صرف بطور مدافعت کے تھیں یعنی محض اس لئے ہوئی تھیں کہ اس وقت کے مخالف جاہلانہ مذہبی تعصب سے مسلمانوں کو روئے زمین سے نابود کرنا چاہتے تھے۔ ان کو قتل کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں دیتے تھے اور نہیں چھوڑتے تھے کہ اسلام کے لئے آزادی سے وعظ کیا جائے۔ سو ان مجرمانہ حرکات کے بعد سزا دہی کے طور پر وہ لوگ قتل کئے گئے جنہوں نے ناحق بے گناہ محض مذہبی کینہ سے

ص۲۳

مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ مگر اب مذہبی کینہ اور تعصب سے مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کرتا اور مذہب کے لئے اُن پر کوئی تلوار نہیں چلاتا۔ ہاں دنیا داری کے طور پر دنیاداروں کی باہم لڑائیاں ہوتی ہیں سو ہُوا کریں۔ ہمیں ان سے کیا غرض ہے۔ پھر جس حالت میں اسلام کے نابود کرنے کے لئے کوئی تلوار نہیں اُٹھاتا تو سخت جہالت اور قرآن کی مخالفت ہے کہ دین کے بہانہ سے تلوار اُٹھائی جائے۔ اگر کوئی ایسا شخص خونی مہدی یا مسیح کے نام پر دنیا میں آوے اور لوگوں کو ترغیب دے کہ تم کافروں سے لڑو تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ کذّاب اور جھوٹا ہے اور قرآن کی تعلیم کے موافق کارروائی نہیں کرتا بلکہ مخالف راہ پر چلتا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے اعتقاد والے قرآن کی پیروی نہیں کرتے بلکہ ایک جاہلانہ رسم اور عادت کے بُت کی پرستش کرتے ہیں۔ اور یہ پادریوں کی بھی نادانی اور سراسر غلطی ہے کہ ناحق ہمیشہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ اسلام میں تلوار سے دین کو بڑھانا قرآن کا حکم ہے اور اس طرح پر نادان جاہلوں کو اَور بھی بے ہودہ اور باطل خیالات کی طرف رجوع دیتے اور اُبھارتے ہیں۔ ان لوگوں کو قرآن کا علم نہیں ہے اور نہ خدا سے الہام پاتے ہیں کہ تا خدا کے کلام کے معنے خدا سے معلوم کریں۔ اور اس طرح پر ناحق ایک خلاف واقعہ بات کی یاد دہانی کراتے رہتے ہیں۔ مجھے خدا نے قرآن کا علم دیا ہے۔ اور زبان عرب کے محاورات کے سمجھنے کے لئے وہ فہم عطا کیا ہے کہ مَیں بلا فخر کہتا ہوں کہ اس ملک میں کسی دوسرے کو یہ فہم عطا نہیں ہُوا۔ مَیں زور سے کہتا ہوں کہ قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ دین کو تلوار کے ساتھ مدد دی جائے یا اعتراض کرنے والوں پر تلوار اٹھائی جائے۔ قرآن بار بار ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تم مخالفوں کے ایذاء پر صبر کرو۔ پس یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ ایسا مہدی یا مسیح اسلام میں ہرگز نہیں آئیگا کہ جو دین کے لئے تلوار اٹھائے۔ سچا دین دلائل کے ذریعہ سے دلوں کے اندر جاتا ہے نہ تلوار کے ساتھ۔ بلکہ تلوار تو اَور بھی مخالفت کو اعتراض کا موقعہ دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہایت فضل کیا ہے کہ ان لوگوں کے ان باطل خیالات

کے دُور کرنے کے لئے مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا خلافِ واقعہ ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میری کوششوں سے ثابت ہو چکا ہے اور اب تمام انسانوں کو بڑے بڑے دلائل اور کھلے کھلے واقعات کی وجہ سے ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے بلکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اور ان دعاؤں کے قبول ہونے کی وجہ سے جو تمام رات حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی جان بچانے کے لئے کی تھیں صلیب سے اور صلیبی لعنت سے بچائے گئے اور ہندوستان میں آئے اور بدھ مذہب کے لوگوں سے بحثیں کیں۔ آخر کشمیر میں وفات پائی اور محلہ خان یار میں آپ کا مزار مقدس ہے جو شہزادہ نبی کے مزار کے نام پر مشہور ہے۔ پھر جب کہ آسمان سے آنے والا ثابت نہ ہو سکا۔ بلکہ اس کے برخلاف ثابت ہوا تو اس مہدی کا وجود بھی جھوٹ ثابت ہو گیا جس نے ایسے مسیح کے ساتھ مل کر خونریزیاں کرنا تھا۔ کیونکہ بموجب قاعدہ تحقیق اور منطق کے دو لازمی چیزوں میں سے ایک چیز کے باطل ہونے سے دوسری چیز کا بھی باطل ہونا لازم آیا۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ یہ سب خیالات باطل اور بے بنیاد اور لغو ہیں۔ اور چونکہ توریت کے رو سے مصلوب لعنتی ہو جاتا ہے اور لعنت کا لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ملعون خدا سے درحقیقت دُور جا پڑے اور خدا اس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ تو پھر نعوذ باللہ خدا کا ایسا پیارا۔ ایسا برگزیدہ۔ ایسا مقدس نبی جو مسیح ہے اس کی نسبت ایسی بے ادبی کوئی سچی تعلیم کرنے والا ہرگز نہیں کرے گا اور پھر واقعات نے اور بھی اس پہلو کو ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ اس ملک سے کفار کے ہاتھ سے نجات پا کر پوشیدہ طور پر ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ لہٰذا ان نادان مولویوں کے یہ سب قصے باطل ہیں اور یہ سب خطرناک امیدیں لغو ہیں اور ان کا نتیجہ بھی بجز مفسدانہ خیالات کے اَور کچھ نہیں۔ اگر میرے مقابل پر ان لوگوں کے اعتقادات کا

ص۲۴

عدالت میں اظہار لیا جائے تو معلوم ہو کہ کیسے یہ لوگ خطرناک اعتقادات میں مبتلا ہیں کہ نہ صرف راستی سے دُور بلکہ امن اور سلامت روشی سے بھی دُور ہیں۔

اور مَیں اخیر پر اس رسالہ کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ عیسائی عقیدہ کے لحاظ سے حضرت مسیح کا دوبارہ آنا پولٹیکل مصالح سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ مگر جس طور سے حال کے اسلامی مولویوں نے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے اُترنا اور مہدی کے ساتھ اتفاق کرکے جہادی لڑائی کرنا غلط طور پر اپنے اعتقاد میں داخل کرلیا ہے یہ عقیدہ نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ خطرناک بھی ہے۔ اور جو کچھ حال میں حضرت عیسیٰؑ کے ہندوستان میں آنے اور کشمیر میں وفات پانے کا مجھے ثبوت ملا ہے وہ ان خطرناک خیالات کو دانشمند دلوں سے بکلّی مٹا دیتا ہے۔ اور میری یہ تحقیق عارضی اور سرسری نہیں بلکہ نہایت مکمل ہے۔ چنانچہ ابتدا اس تحقیق کا اس مرہم سے ہے جو مرہم عیسیٰ کہلاتی ہے اور مرہم حواریین بھی اس کو کہتے ہیں۔ اور طب کی ہزار کتاب سے زیادہ میں اس کا ذکر ہے۔ اور مجوسی اور یہودی اور عیسائی اور مسلمان طبیبوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ مَیں نے بہت سا حصہ اپنی عمر کا فن طبابت کے پڑھنے میں بسر کیا ہے اور ایک بڑا ذخیرہ کتابوں کا بھی مجھ کو ملا ہے اس لئے چشمدید طور پر یہ دلیل مجھ کو ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اپنی دردمندانہ دعاؤں کی برکت سے صلیب سے نجات پاکر اور پھر عالم اسباب کی وجہ سے مرہم حواریین کو استعمال کرکے اور صلیبی زخموں سے شفا پاکر ہندوستان کی طرف آئے تھے۔ صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ کچھ غشی کی صورت ہو گئی تھی جس سے خدا تعالیٰ کی مصلحت سے تین دن ایسی قبر میں رہے جو گھر کے دار تھی اور چونکہ یونسؑ کی طرح زندہ تھے آخر اس سے باہر آ گئے۔+

۲۲۵ + نوٹ:- یہ امر یقینی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور انہوں نے خود یونسؑ نبی کے مچھلی کے قصے کو اپنے قصے سے جو تین دن قبر میں رہنا تھا مشابہت دے کر ہر ایک دانا کو یہ

اور پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر میں آئے تھے۔ اور حال میں جو ایک روسی سیاح نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے۔ وہ کتاب میں نے دیکھی ہے اور میرے پاس ہے وہ کتاب بھی اسی رائے کی مؤید ہے۔ اور پھر سب سے اخیر شاہزادہ نبی کی قبر جو سری نگر محلہ خان یار میں ہے جس کو عوام

حاشیہ

سمجھا دیا ہے کہ وہ یونسؑ نبی کی طرح قبر میں زندہ ہونے کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور جب تک قبر میں رہے زندہ رہے۔ ورنہ مُردوں کو زندوں سے کیا مشابہت ہو سکتی ہے۔ اور ضرور ہے کہ نبی کی مثال بے ہودہ اور بے معنی نہ ہو۔ انجیل میں ایک دوسری جگہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ زندہ کو مُردوں میں کیوں ڈھونڈتے ہو۔ بعض حواریوں کا یہ خیال کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت ہوگئے تھے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کا قبر سے نکلنا اور حواریوں کو اپنے زخم دکھلانا، یونس نبی سے اپنی مشابہت فرمانا یہ سب باتیں اس خیال کو ردّ کرتی ہیں۔ اور اس کے مخالف ہیں۔

پھر حواریوں میں اس مقام میں اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ برنباس کی انجیل میں جس کو مَیں نے بچشم خود دیکھا ہے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار کیا گیا ہے اور انجیل سے ظاہر ہے کہ برنباس بھی ایک بزرگ حواری تھا اور آپ کا آسمان پر جانا ایک رُوحانی امر ہے۔ آسمان پر وہی چیز جاتی ہے جو آسمان سے آتی ہے اور جو زمین کا ہے وہ زمین میں جاتا ہے۔ توریت اور قرآن نے بھی یہی گواہی دی ہے۔ اور جبکہ یہودی صلیبی کارروائی کی وجہ سے حضرت مسیح کے رُوحانی رفع سے منکر تھے اس لئے انکو جتایا گیا کہ حضرت مسیح آسمان پر گئے یعنی خداتعالیٰ نے نجات دیکر لعنت سے جو نتیجہ صلیب تھا ان کو بَری کر لیا اور ان چند حواریوں کی گواہی کیونکر لائق قبول ہو سکتی ہے جو واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہ رہے اور جن کے پاس شہادت رؤیت نہیں ہے۔ منہ ۱۲

شہزادہ یوز آسف نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب نبی کی قبر کہتے ہیں اس مطلب کی موید ہے اور اس قبر میں ایک کھڑکی بھی ہے جو برخلاف دنیا کی تمام قبروں کے اب تک موجود ہے۔ کشمیر کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قبر کے ساتھ کوئی خزانہ بھی مدفون ہے اس لئے کھڑکی ہے۔ میں کہتا ہوں شاید کچھ جواہرات ہوں مگر میری دانست میں یہ کھڑکی اس لئے رکھی ہے کہ کوئی عظیم الشان کتبہ اس قبر کے اندر ہے یہ اسی طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ انہی دنوں میں ضلع پیراکوئی میں جو ممالک شمال مغرب کے ضلع سرحد نیپال میں ایک گاؤں ہے ایک ٹیلہ کے اندر سے ایک بھاری صندوق نکلا ہے جس میں جواہرات اور زیور اور کچھ ہڈی اور راکھ تھی اور صندوق پر یہ کندہ تھا کہ گوتم بدھ ساکی منی کے پھول ہیں۔ اور نبی کا لفظ جو اس صاحب قبر کی نسبت کشمیر کے ہزارہا لوگوں کی زبان پر جاری ہے یہ بھی ہمارے مدعا کیلئے ایک دلیل* ہے کیونکہ نبی کا لفظ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔ دوسری کسی زبان میں یہ لفظ نہیں آیا۔ اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا اس لئے متعین ہوا کہ یہ عبرانی نبیوں میں سے ایک نبی ہے۔ اور پھر شہزادہ کے لفظ پر غور کر کے اور بھی ہم اصل حقیقت سے نزدیک آجاتے ہیں۔ اور پھر کشمیر کے تمام باشندوں کا اس بات پر اتفاق دیکھ کر کہ یہ نبی جس کی کشمیر میں قبر ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو متعین کر رہا ہے اور صفائی سے یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ ہے وہ پاک اور معصوم نبی اور خدا تعالیٰ کے جلال کے تخت سے ابدی شہزادہ ہے جس کو نالائق اور بدقسمت یہودیوں نے صلیب کے ذریعہ مارنا چاہا تھا۔

* ایک اور دلیل ہمارے اس دعویٰ پر یہ ہے کہ جس قدر حال تک کتابیں یوز آسف کی سوانح اور تعلیم کے متعلق ہم کو ملی ہیں جس کی قبر سرینگر میں ہے وہ تمام تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بشدت مشابہت رکھتی ہے۔ بلکہ بعض فقرات تو بعینہٖ انجیل کے فقرات ہیں۔ منہ ۱۲

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو ہماری قوم کے غلط کار مولویوں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور امن اور صلحکاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ وہ لڑنے کے لئے مہدی کے ساتھ شامل ہو کر شورِ قیامت ڈالے گا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین! اب مَیں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں۔ میری ہدائتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلحکاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچّے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

۲۷ / ک

ضمیمہ رسالہ ہذا

قابل توجہ گورنمنٹ

مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے بعد محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کا انگریزی میں ایک رسالہ ملا جس کو اُس نے مطبع وکٹوریہ پریس لاہور میں چھاپ کر بماہ ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اس میں میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ سے کام لیا ہے اور سراسر افترا سے کوشش کی ہے کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھیراوے۔ لیکن اس صحیح اور سچے مقولہ کے رو سے کہ کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہ ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ جلد معلوم کرلے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

اوّل امر جو محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کیلئے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر میں ایسا ہی ہوں تو اس نمکحرامی اور بغاوت کی زندگی سے اپنے لئے موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ادب سے توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ میری نسبت اور میری تعلیم کی نسبت جہاں تک ممکن ہو کامل تحقیقات کرے اور میری جماعت کے ان معزز عہدہ داروں اور دیسی افسروں اور رئیسوں اور دوسرے معزز اور تعلیمیافتہ لوگوں سے جن کی کئی سو تک تعداد ہے

حلفاً دریافت کرے کہ مَیں نے اِس محسن گورنمنٹ کی نسبت کیا کیا ہدایتیں ان کو دی ہیں اور کس کس تاکید سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے وصیتیں کی ہیں اور نیز گورنمنٹ اس مولوی یعنی محمد حسین کی اس شہادت کو غور سے دیکھے جو اس نے اپنی اشاعۃ السنہ میں جس کا ذکر اِس رسالہ میں ہو چکا ہے میری کتاب براہین احمدیہ کے ریویو کی تقریب پر میرے خیالات اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے خیالات کی نسبت جو گورنمنٹ انگریزی کے متعلق ہیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ اور نیز میری ان تحریروں کو جو برابر انیس سال سے گورنمنٹ عالیہ کی تائید میں شائع ہو رہی ہیں غور سے ملاحظہ فرماوے اور ہر ایک پہلو سے میری نسبت تحقیقات کرے۔ پھر اگر میرے حالات گورنمنٹ کی نظر میں مشتبہ ہوں تو مَیں بدل چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ سخت سے سخت سزا مجھ کو دیدے لیکن اگر میرے اصل حالات کے برخلاف یہ تمام رپورٹیں گورنمنٹ میں محمد حسین مذکور نے پہنچائی ہیں تو مَیں ایک وفادار اور خیر خواہ جاں نثار رعیّت ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ میں بتمامتر ادب دادخواہ ہوں کہ محمد حسین سے مطالبہ ہو کہ کیوں اُس نے ان صحیح واقعات کے برخلاف گورنمنٹ کو خبر دی۔ جن کو وہ اپنے ریویو براہین احمدیہ میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ اُس نے بارہ سال تک برابر اس پہلی رائے کے برخلاف کوئی رائے ظاہر نہ کی اور اب دشمنی کے ایّام میں مجھے باغی قرار دیتا ہے حالانکہ مَیں نے اس محسن گورنمنٹ کی خیر خواہی میں اُنیس سال تک اپنے قلم سے وہ کام لیا ہے اور ایسے طور سے ممالک دور دراز تک گورنمنٹ کی انصاف منشی کی تعریفوں کو پہنچایا ہے کہ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس کارروائی کی نظیر دوسروں کے کارناموں میں ہرگز نہیں ملے گی۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے مَیں اپنی عاجزانہ عرض گورنمنٹ پر ظاہر کروں کہ مجھے اس شخص کے ان خلاف واقعہ کلمات سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے اور کیسے درد رساں زخم لگے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے عمدًا اور دانستہ گورنمنٹ کی خدمت میں میری نسبت نہایت ظلم سے بھرا ہُوا جھوٹ بولا ہے۔ اور میری تمام خدمات کو برباد کرنا چاہا ہے۔ اس دعوے کی میرے پاس پختہ وجوہات اور کامل شہادتیں اور گواہ موجود ہیں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ مَیں ایک

ص۲۸

وفادار خاندان میں سے ہوں جنہوں نے اپنے مال سے اور جان سے گورنمنٹ پر اپنی اطاعت ثابت کی ہے۔ میری اس دردناک فریاد کو یہ محسن گورنمنٹ غور سے توجہ فرمائیگی اور جھوٹ بولنے والے کو تنبیہہ کرے گی۔

دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے۔ میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں۔ میں بادب گذارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ کس کتاب یا خط یا اشتہار میں میں نے **ایسا الہام شائع کیا ہے** ۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اُس کے اِس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لئے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچا دے۔ اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمد و رفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں شائع کرتا ہوں۔ اور میرے خیالات اور میرے الہامات معلوم کرنے کے لئے میری کتابیں اور اشتہارات متکفل ہیں اور میری جماعت کے معزز ین گواہ ہیں۔ غرض میں بادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ مخبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ کپتان ڈگلس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں جو میرے پر دائر ہوا تھا لکھ چکے ہیں کہ یہ شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہے اسی لئے جھوٹ بولنے سے کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا۔

ص ۲۹ ت

تیسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے یہ ہے کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے جواب میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السّلام

کی نبوت ثابت ہوتی رہی ہے۔ اسی طرح میرے اس دعویٰ کو میرے خدا نے ثابت کیا ہے
اور خدا تعالےٰ کے آسمانی نشانوں نے میری گواہی دی ہے۔ اب یہی یہ بات کہ محمد حسین اور
اس کے دوسرے ہم جنس مولوی کیوں مجھے جھوٹا کہتے ہیں۔ اور کیوں اس قدر دشمنی کرتے ہیں ؟
سو ابھی میں اس رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہے کہ میری تعلیم ان کے
اغراض و مقاصد کے برخلاف ہے۔ یعنی اس عقیدہ کے برخلاف کہ مسیح موعود آسمان سے
اُترے گا اور مہدی کے ساتھ شامل ہو کر نصاریٰ سے لڑائیاں کرے گا۔* اور مہدی کا وجود
ان لوگوں کی نظر میں اس لئے ضروری ہے کہ مسیح موعود خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ قریش میں سے
نہیں ہے۔ جیساکہ محمد حسین نے خود اپنے رسالہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰ میں سلطان روم کی خلافت کی تقریب میں
اس بات کو اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ سو ان لوگوں نے اسی دلیل سے مسیح کے دوبارہ آنے کے
وقت مہدی قریشی کی ضرورت ٹھیرائی ہے۔ اور پھر بہت سی لڑائیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور میں
جانتا ہوں کہ یہ عقائد نہایت خطرناک ہیں۔ کیونکہ اس عقیدہ کا آدمی ہمیشہ اپنے دل میں خلافِ
امن منصوبے رکھتا ہے۔ مگر میں ان عقائد کے برخلاف ہوں۔ میں ایسے کسی مسیح اور مہدی کو
نہیں مانتا جو کافروں سے لڑائیاں کرے گا۔ اور اُن کے مال مولویوں اور ان کے گروہ کو دے گا۔

* نوٹ :۔ مولوی محمد حسین نے جو حال میں ایک انگریزی رسالہ گورنمنٹ کو دکھلانے کے لئے اکتوبر ۱۸۹۸ء
میں شائع کیا ہے تا اس کو سرکار انگریزی کچھ زمین دیدے اس میں اُس نے برخلاف اپنے عقیدہ کے لکھا ہے کہ
وہ مہدیٔ موعود کے آنیکا قائل نہیں ہے حالانکہ اسی انکار کی وجہ سے اس نے مجھے ملحد اور دجال ٹھیرایا ہے۔ سو
اُس نے گورنمنٹ کے سامنے یہ نہایت قابل شرم جھوٹ بولا ہے۔ اپنے ہمجنس مولویوں کو ہمیشہ یہ سبق دیتا ہے کہ مہدی موعود
آئیگا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کریگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسکی مدد کیلئے آسمان سے اُتریں گے اور
گورنمنٹ کے آگے برخلاف اِسکے بیان کرتا ہے۔ میں باادب عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ مولویوں کے روبرو اس
بلّے میں اس کا اظہار لے۔ تا وہ حقیقت کھل جائے جس کو وہ ہمیشہ چھپاتا ہے۔ منہ ۱۲

صفحہ ۳۰ حاشیہ

سو مَیں اس لئے اُن کی نظر میں جھوٹا ہوں کہ میرے عقیدے سے اُن کی تمام اُمیدیں خاک میں رل گئیں - اور مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ میری اس تعلیم سے ان کے خیالی منافع کا بڑا ہی نقصان ہوا ہے مگر یہ میرا قصور نہیں ہے - ان کی خود غلط کاریوں اور غلط فہمیوں کا قصور ہے اور محمد حسین کا اس رسالہ میں یہ لکھنا کہ مَیں اس مہدی کو نہیں مانتا جس کی اس کے تمام ہمجنس مولوی انتظار کر رہے ہیں اور جس کی تائید کیلئے بحسب خیال ان کے مسیح آسمان سے نازل ہو گا یہ سراسر منافقانہ تحریر ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے - اور صدہا مولوی پنجاب اور ہندوستان کے گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ ایسے خونی مہدی کو مانتا ہے مگر منافقانہ طور پر گورنمنٹ کے پاس اس عقیدہ کے برخلاف بیان کرتا ہے - اگر اس کے ہم جنس مولویوں سے جیسے مولوی احمد اللہ امرتسری - مولوی رشید احمد گنگوہی - مولوی عبد الجبار امرتسری - مولوی محمد بشیر بھوپالی - مولوی عبد الحق دہلوی - مولوی ابراہیم آرہ - مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی استاد محمد حسین سے حلفاً پوچھا جائے کہ تم لوگ مہدی موعود کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہو - وہ لڑائیوں کے لئے آنے والا ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ کہ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ تم میں سے ہے اور تمہارے عقیدہ پر ہے یا وہ الگ ہے - اور کیا وہ اس وقت کی خلافت کو قریش کے سوا کسی اَور کے لئے تجویز کرتا ہے تو ان گواہیوں سے یہ تمام منافقانہ کارروائی محمد حسین کی گورنمنٹ پر ایسی ظاہر ہو جائیگی جیسا کہ ایک سفید کی ہوئی اور خوبصورت بنائی ہوئی قبر میں سے کھودنے کے وقت اندر کی ہڈیاں اور آلائشیں ظاہر ہو جاتی ہیں -

ص۳ ث

مَیں اپنی زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ شخص مہدی کی نسبت وہی عقیدہ رکھتا ہے جو اس کے ہمجنس دوست یعنی دوسرے مولوی پنجاب اور ہندوستان کے عقیدہ رکھتے ہیں - گورنمنٹ سمجھ سکتی ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ محمد حسین اتنے بڑے اجماعی عقیدہ میں دوسرے مولویوں سے اختلاف رکھ کر پھر اُن کا دوست

اور سرگردہ رہ سکے۔ اور اس پر ایک اور دلیل بھی ہے کہ یہ شخص اپنے اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰
میں صاف لکھ چکا ہے کہ "خلافت صرف قریش کے لئے مسلم ہے دوسری قوم کا کوئی شخص خلیفہ
نہیں ہوسکتا۔" اب سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر تجویز کرسکتا ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ آویں گے
تو وہ بادشاہ ہونگے۔ کیونکہ وہ تو قریش میں سے نہیں ہے بلکہ بنی اسرائیل میں سے ہے تو پھر
بغیر وجود خلیفہ کے لڑائیاں کیونکر ہونگی۔ اس لئے ان تمام مولویوں کو ماننا پڑا ہے کہ مسیح کے
دوبارہ آنے کے وقت ایک قریشی خلیفہ ہونا ضروری ہے جو وقت کا بادشاہ ہو۔ اسی وجہ سے
مہدیٔ معہود کے انکار کرنے سے تمام عقائد ان لوگوں کے درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مسیح
کا آسمان سے اُترنا بھی لغو ٹھہر جاتا ہے۔ کیونکہ زمین پر کوئی خلیفہ برحق نہیں جس کے ہمرکاب
ہو کر مسیح علیہ السلام کافروں سے لڑیں۔ اسی وجہ سے محمد حسین بدل یقین رکھتا ہے کہ ضرور
مسیح کے اترنے کے وقت قریش میں سے مہدیٔ موعود آئیگا جو خلیفۂ وقت ہوگا اور مسیح موعود
اس کی بیعت کرنے والوں کے ساتھ مل کر حق خدمت ادا کرے گا۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری
کی یہ حدیث کہ امامکم منکم ان لوگوں کے نزدیک بقرینہ لفظ امام اور نیز بقرینہ
لفظ منکم کے مہدیٔ موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے مگر ہمارے نزدیک اس جگہ امام
سے مراد مسیح ہے جو رُوحانی امامت رکھتا ہے اور یہ رائے ہماری برخلاف محمد حسین اور
اس کے تمام ہمجنس مولویوں کی ہے جو پنجاب اور ہندوستان میں رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ
امام کے لفظ سے جو حدیث میں ہے مہدیٔ معہود مراد لیتے ہیں جو قریش میں سے ہوگا
اور لڑائیاں کرے گا۔ اور مسیح موعود اس کا مشیر اور صلاح کار ہو کر آئیگا مگر خلیفۂ وقت
مہدی ہوگا۔ غرض یہ لوگ حدیث الائمۃ من قریش کے رُو سے جس کے غلط معنے ان
کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آخر کار خلافت قریش میں آجائے گی
اور اس خلیفہ کا نام محمد مہدی ہوگا۔ جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور مذہب کیلئے بہت
خونریزیاں کرے گا۔

ص ۲۱ / ج

اگر محمد حسین کو اتنا ہی پوچھا جائے کہ تمہارے اعتقاد کے موافق جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا تو بقول تمہارے مسیح خلیفہ تو نہیں ہوسکتا کیونکہ قریش میں سے نہیں تو پھر کون خلیفہ ہوگا جو کفار سے جہاد کرے گا؟ اور بخاری کی حدیث اماممکم منکم سے کون امام مراد ہے تو یہ لوگ ہرگز نہیں کہیں گے کہ امام سے مراد مسیح موعود ہے بلکہ یہی کہیں گے کہ مہدی مراد ہے یعنی وہ شخص جو قریش میں سے ہوگا۔ سو اس سوال سے ان لوگوں کی ساری قلعی کھل جاتی ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں محمد حسین لا مہدی الّا عیسٰی کی حدیث کو صحیح خیال نہیں کرتا اور بخاری کی حدیث اماممکم منکم کے یہ معنے کرتا ہے کہ اس امام سے مراد مسیح موعود نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جو قریش میں سے خلیفۂ وقت ہوگا تو کیا اس تقریر سے صاف طور پر نہیں کھلتا کہ مہدی کو مانتا ہے اور اس کا منتظر ہے؟ تو اس صورت میں اس شخص کا کس قدر قابلِ شرم جھوٹ ہے کہ سرکار انگریزی کو کچھ سناتا ہے اور اپنے گھر میں اعتقاد کچھ رکھتا ہے۔

ص ۳۴ ح اگر حکّام والا جاہ اس بارے میں مجھ سے اس شخص کی گفتگو کرادیں اور گفتگو کے وقت اس کے ہم جنس دوسرے مولوی بھی پاس کھڑے کرائے جائیں۔ تو فی الفور کھل جائے گا کہ اب تک یہ شخص برخلاف اپنے دلی اعتقاد کے گورنمنٹ کو دھوکا دیتا رہا ہے۔

میرے پاس اس کی ایسی تحریریں موجود ہیں جن کی وجہ سے اس سوال کے وقت اسکی وہ ذلت ہوگی جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں جھوٹے کے لئے خدا تعالےٰ سے درخواست کی گئی ہے۔

کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضور گورنمنٹ میں اس قدر جھوٹ بولے۔ اگر یہ شخص قریشی خلیفہ کے آنے سے منکر ہوتا جس کو عام لفظوں میں مہدی کہتے ہیں اور میری طرح ایسے مسیح کو مانتا کہ جو نہ لڑے گا اور نہ خونریزیاں کرے گا تو بلاشبہ میری طرح اس کے لئے بھی کفر کا فتویٰ لکھا جاتا۔

یُں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلہ میں اس شخص کے کھانے کے دانت اَور اور دکھانے کے اَور ہیں۔ اپنے ہمجنس مولویوں پر ان کے خیال کے مواقق اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ کے دکھانے کے لئے تحریر کرتا ہے تو وہاں گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے یہ عقیدہ بیان کر دیتا ہے کہ "مَیں نہیں مانتا کہ کوئی مہدی آئیگا اور لڑائیاں کرے گا۔" لیکن اگر یہ مہدی کو نہیں مانتا تو دوسرے مولویوں کا جو مانتے ہیں کیونکر سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے؟ اِن باتوں کا انصاف گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے نزدیک گورنمنٹ ہم دونوں کی اصلیت تک اس صورت میں بآسانی پہنچے گی کہ ہم دونوں کے اپنے روبرو اور دوسرے مولویوں کے روبرو اس مقدمہ میں اظہار لے۔ اس وقت جو منافقانہ طرز کا آدمی ہوگا اس کی تمام حقیقت کھل جائیگی لہذا

بادب التماس ہے

کہ یہ فیصلہ ضرور کیا جائے جبکہ یہ فاش جھوٹ اس نے اختیار کیا ہے تو کیونکر اطمینان ہو کہ جو دوسری باتیں گورنمنٹ تک پہنچاتا ہے اُن میں سچ بولتا ہے۔ منہ

تمت

ؔ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نحمدہٗ و نصلی

میری وہ پیشگوئی جو الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارے میں تھی

یعنے

اس الہام میں جس کی عربی عبارت یہ ہے جزاء سیئۃ بمثلہا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی پر

پوری ہو گئی

میری التماس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس اشتہار کو توجہ سے دیکھے

مندرجہ عنوان امر کی تفصیل یہ ہے کہ ہم دو فریق ہیں ایک طرف تو میں اور میری جماعت اور دوسری طرف مولوی محمد حسین اور اس کی جماعت کے لوگ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی وغیرہ .... محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجال اور کذاب اور ملحد اور کافر ٹھیرایا تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا۔ اور اسی بنا پر وہ لوگ میری نسبت بدزبانی کرتے تھے اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر میں نے تنگ آکر اسی وجہ سے مباہلہ کا اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء جاری کیا جس کی الہامی عبارت جزاء سیئۃ بمثلہا میں ایک یہ پیشگوئی تھی کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے اس کو اسی قسم کی ذلت پہنچے گی جس قسم کی ذلت فریق مظلوم کی کی گئی ۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے مجھے یہ ذلت پہنچائی تھی کہ مجھے مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ٹھیرا کر ملحد اور کافر اور دجّال قرار دیا اور مسلمانوں کو اپنی اس قسم کی تحریروں سے میری نسبت بہت اکسایا کہ اس کو مسلمان اور اہل سنت مت سمجھو کیونکہ اس کے عقائد تمہارے عقائد سے مخالف ہیں۔ اور اب اس شخص کے رسالہ ۱۴ اکتوبر ۹۸ء کے پڑھنے سے

جس کو محمد حسین نے اس غرض سے انگریزی میں شائع کیا ہے کہ تا گورنمنٹ سے زمین لینے کے لئے اس کا ایک ذریعہ بنا دے مسلمانوں اور مولویوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شخص خود اُن کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ہے۔ کیونکہ وہ اس رسالہ میں مہدی موعود کے آنے سے قطعی منکر ہے جس کی تمام مسلمانوں کو انتظار ہے جو اُن کے خیال کے موافق حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے پیدا ہو گا۔ اور مسلمانوں کا خلیفہ ہو گا۔ اور نیز ان کے مذہب کا پیشوا۔ اور دوسرے فرقوں کے مقابل پر مذہبی لڑائیاں کریگا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کی مدد اور تائید کے لئے آسمان سے اُتریں گے اور ان دونوں کا ایک ہی مقصد ہو گا اور وہ یہ کہ تلوار سے دین کو پھیلائیں گے۔ اور اب مولوی محمد حسین نے ایسے مہدی کے آنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اور اس انکار سے نہ صرف وہ مہدی کے وجود کا منکر ہوا بلکہ ایسے مسیح سے بھی انکار کرنا پڑا جو اس مہدی کی تائید کے لئے آسمان سے اُترے گا اور دونوں باہم مل کر مخالفین اسلام سے لڑائیاں کرینگے۔ اور یہ وہی عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد حسین نے مجھے دجّال اور ملحد ٹھیرایا تھا اور اب تک مسلمانوں کو یہی دھوکا دے رہا ہے کہ وہ اس عقیدہ میں اُن سے اتفاق رکھتا ہے اور اب یہ پردہ کھل گیا کہ وہ دراصل میرے عقیدہ سے اتفاق رکھتا ہے۔ یعنی ایسے مہدی اور ایسے مسیح کے وجود سے انکاری ہے۔ اِس لئے مسلمانوں کی نظر میں اور اُن کے تمام علماء کی نظر میں ملحد اور دجّال ہو گیا۔ سو آج پیشگوئی جزاء سیئۃ بمثلھا اُس پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ اس کے یہی معنے ہیں کہ فریق ظالم کو اُسی بدی کی مانند سزا ہو گی جو اُس نے اپنے فعل سے فریق مظلوم کو پہنچائی۔

رہی یہ بات کہ اُس نے مجھے گورنمنٹ انگریزی کا باغی قرار دیا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ عنقریب گورنمنٹ پر بھی یہ بات کھل جائے گی کہ ہم دونوں میں سے کس کی باغیانہ کاروائیاں ہیں۔ ابھی سلطان روم کے ذکر میں اُس نے میرے پر حملہ کر کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۸ میں ایک خطرناک اور باغیانہ مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "سلطانِ روم کو خلیفہ برحق سمجھنا چاہیئے اور اس کو

صفحہ (۲)

دینی پیشوا مان لینا چاہیئے ۔ اور اس مضمون میں میرے کافر ٹھیرانے کیلئے یہ ایک وجہ پیش کرتا ہے کہ یہ شخص سلطان روم کے خلیفہ ہونے کا قائل نہیں ۔" سو اگرچہ یہ درست ہے کہ میں سلطان روم کو اسلامی شرائط کے طریق سے خلیفہ نہیں مانتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور ایسے خلیفوں کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے ۔ لیکن یہ میرا قول اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں بلکہ حدیث الائمة من قریش سے سراسر مطابق ہے ۔ مگر افسوس کہ محمد حسین نے باغیانہ طرز کا بیان کرکے پھر اسلام کی تعلیم کو بھی چھوڑا ۔ حالانکہ پہلے خود بھی یہی کہتا تھا کہ سلطان روم خلیفہ مسلمین نہیں ہے ۔ اور نہ ہمارا دینی پیشوا ہے ۔ اور اب میری عداوت سے سلطان روم اس کا خلیفہ اور دینی پیشوا بن گیا ۔ اور اس جوش میں اُس نے انگریزی سلطنت کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور جو کچھ دل میں پوشیدہ تھا وہ ظاہر کر دیا ۔ اور سلطان روم کی خلافت کے منکر کو کافر ٹھیرایا ۔ اور یہ تمام جوش اس کو اس لئے پیدا ہوا کہ میں نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی اور یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ نہ محض مسلمانوں کی دنیا کے لئے بلکہ ان کے دین کیلئے بھی حامی ہے ۔ اب وہ بغاوت پھیلانے کیلئے اس بات سے انکار کرتا ہے کہ کوئی دینی حمایت انگریزوں کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کا حامی فقط سلطان روم ہے ۔ مگر یہ سراسر خیانت ہے ۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے دین کی محافظ نہیں تو پھر کیونکر شریروں کے حملوں سے ہم محفوظ ہیں ۔ کیا یہ امر کسی پر پوشیدہ ہے کہ سکھوں کے وقت میں ہمارے دینی امور کی کیا حالت تھی ۔ اور کیسے ایک بانگ نماز کے سُننے سے ہی مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے کسی مسلمان مولوی کی مجال نہ تھی کہ ایک ہندو کو مسلمان کر سکے ۔ اب محمد حسین ہمیں جواب دے کہ اس وقت سلطان روم کہاں تھا اور اس نے ہماری اس مصیبت کے وقت ہماری کیا مدد کی تھی ؟ پھر وہ ہمارا دینی پیشوا اور خدا کا سچا خلیفہ کیونکر ہوا ۔ آخر انگریز ہی تھے جنھوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ پنجاب میں آتے ہی یہ ساری روکیں اُٹھا دیں ۔ ہماری مسجدیں آباد ہوگئیں ۔ ہمارے مدرسے کھل گئے اور عام طور پر ہمارے وعظ ہونے لگے اور ہزارہا غیر قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے ۔

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفۃ اسلام اور دینی پیشوا ہے اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی اور خدا تعالیٰ کے نافرمان ٹھیرینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ اِن باتوں کی تہ تک کیوں نہیں پہنچتی اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔ مَیں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے یہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے، اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراء سے میری ذلّت کی اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے۔ مَیں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلّت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھیرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں وہی ذلّت اس کو پیش آوے۔ میرا ہرگز یہ مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئۃ بمثلھا[1] کے کسی اور ذلّت میں یہ مبتلا ہو۔ بلکہ مَیں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لئے اس نے ذلّت کے سامان کئے ہیں اگر مَیں ان تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلّتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتی المقدور چشم پوشی کرنے والی ہے لیکن اگر مَیں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ مَیں نے معلوم کیا ہے کہ خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے

[1] یونس : ۲۸

اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پائے۔ حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے جو ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے ان کے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے ان کے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں +

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنے اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پس جب کہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ* دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے اُمید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے وہ بلا توقف ظہور میں آوے تا اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط +

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

* نوٹ:۔ محمد حسین نے اس قتل کے فتویٰ کے وقت یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں۔ مگر یہ سراسر محمد حسین کا افتراء ہے۔ جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے، تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی مشابہت اُن سے کیوں بتلاتا؟ کیونکہ اس سے تو خود میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ